© rasailojaraid.com

اقلیتوں کی عبادت گاہوں سے متعلق مسائل

مفتی وزیر احمد

(جامعہ ضیاء مدینہ لیہ)

یہود ونصاریٰ، آتش پرست اور دیگر اقلیتی جنکی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں نے اٹھارکھی ہے، اگر وہ صلح کی شرائط کے پاسدار رہیں تو اسلام اس رواج کی حمایت نہیں کرتا کہ کسی اور سلطنت میں جس مذہب کے لوگ مسلمانوں کی عبادت گاہوں پرحملہ آور ہوں تو اُسی مذہب کے حامل ہمارے ملک میں جوذمی ہیں ان کے عبادت خانے منہدم کردئے جائیں۔ بلکہ جتنے اسلامی ممالک میں اہل ذمہ ہیں ان کے عبادت خانوں سے متعلق بوقت صلح جوشرائط طے ہوئی تھیں ان پر مسلمانوں اوراہل ذمہ کوقائم رہنا ضروری ہے۔

رواں سن کے شروعات میں ایک صاحب نے یہود ونصاریٰ سے ہم دردی اورفراخ دلی کاثبوت دیتے ہوئے ان کی عبادت گاہوں کے لئے تین ملین سے زاید رقم مختص کرنے کااعلان کیاہے، اتنی رقم فراہم کرنے سے نصاریٰ فقط ٹوٹ پھوٹ کاشکار ہونے والے چرچ ہی نہیں بناسکتے، بلکہ اسلام کے خلاف ایک اسٹیٹ تعمیر کرسکتے ہیں۔ حالانکہ مال سرکار سے اتناپیسہ کنیسوں کی نذر کرنے والا مسلمان ہونے کادم بھرتاہے، اسے لائق تھا کہ مسلمانوں کی عبادت گاہوں کے لئے بھی کچھ رقم مختص کرتا۔ کیونکہ چرچ کی بنسبت زیادہ تعداد میں مساجد بمباروں کی نذر ہوئی ہیں۔

اقلیتوں کوحقوق دینے والے ادارے اس آڑمیں مسلمانوں کے شہروں میں نئے چرچ اوران کے عبادت خانے تعمیر کرنے کی اجازت دینے کے ہرگز اہل نہیں۔ کیونکہ دارالاسلام میں کسی کوکفر وضلالت پھیلانے اوراسلام کومسمار کرنے کی اجازت نہیں۔

صلح کی صورت میں جتنے اہل ذمہ دارالاسلام میں مقیم ہیں انہیں یہ روانہیں کہ وہ نئے چرچ، گرُدوارے، مندراورآتش کدے بنائیں اورنہ ہی مملکت اسلامیہ میں مقیم یہود ونصاریٰ اپنے دین کی تبلیغ واشاعت کرسکتے ہیں تاکہ کفروارتداد کادروازہ بندرہے اوروہ اپنے مذہبی شعار مثلاً صلیب اورناقوس وغیرہ بھی شہروں میں ظاہرنہیں کرسکتے۔

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَلَایَجُوْزُاِحْدَاثُ بِیْعَةٍ وَّلَا کَنِیْسَةٍفِی دَارِالْاِسْلَامِ لِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَاخِصَاءَ فِی الْاِسْلَامِ

☆ما مضی فات وما ذهب مات فلا ☆اعتزل الناس الا من خیر لوکن جلیس بیتك واقبل علی شانك وقلل من المخالطة. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَلَاكَنِيسَةَ وَالْمُرَادُ اِحْدَاثُهَا

دارالاسلام میں نیا ''بیعہ، کنیسہ'' بنانا جائز نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''اسلام میں خصی ہونا اور کنیسہ نہیں۔'' اس سے مراد نیا بنانا ہے۔ (ہدایہ؛۲/۵۸۱، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ محمد بن عبداللہ تمرتاشی اور علامہ علاء الدین حصکفی رحمہما اللہ لکھتے ہیں:

(وَلَا)يَجُوزُأَنْ(يُحْدِثَ بِيعَةً وَلَاكَنِيسَةً وَلَاصَوْمَعَةً وَلَابَيْتَ نَارٍ...)وَلَاصَنَمًاحَاوِىٌّ فِى دَارِالْإِسْلَامِ وَلَوفِى قَرْيَةٍ فِى الْمُخْتَارِ(وَيُعَادُالْمُنْهَدِمُ)أَىْ لَامَاهَدَمَهُ الْإِمَامُ بَلْ مَاانْهَدَمَ ...(مِنْ غَيْرِزِيَادَةٍ عَلَى الْبِنَاءِ الْأَوَّلِ،

دارالاسلام میں بیعہ، کنیسہ، صومعہ، آتش کدہ اور بت خانہ بنانا جائز نہیں اگرچہ گاؤں میں ہو قول مختار کے مطابق اور (ذمیوں کا جو عبادت خانہ خود بخود گر جائے) اسے دوبارہ بنایا جائے گا، بنائے ثانی میں توسیع نہیں کی جائے گی اور جسے حاکم وقت (یا اس کا نائب) گرادے وہ دوبارہ نہیں بنایا جائے گا۔ (تنویرالابصار، درمختار مع شامی؛۳/۲۹۶، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فِى الْفَتْحِ قِيلَ الْأَمْصَارُثَلَاثَةٌ مَامَصَّرَهَا الْمُسْلِمُونَ كَالْكُوفَةِ وَالْبَصْرَةِ وَبَغْدَادَوَوَاسِطٍ وَلَايَجُوزُفِيهِ ذَلِكَ إِجْمَاعًاوَمَافَتَحَهُ الْمُسْلِمُونَ عَنْوَةً فَهُوَكَذَلِكَ وَمَافَتَحُوهُ صُلْحًافَإِنْ وَقَعَ عَلَى أَنَّ الْأَرْضَ لَهُمْ جَازَالْإِحْدَاثُ وَإِلَّافَلَاإِلَّاإِذَاشَرَطُواالْإِحْدَاثَ اه ملخصا وَعَلَيْهِ فَقَوْلُهُ وَلَايَجُوزُأَنْ يُحْدِثُوامُقَيَّدٌبِمَاإِذَالَمْ يَقَعِ الصُّلْحُ عَلَى أَنَّ الْأَرْضَ لَهُمْ أَوْعَلَى الْإِحْدَاثِ لَكِنَّ ظَاهِرَالرِّوَايَةِأَنَّهُ لَااِسْتِثْنَاءَ فِيهِ كَمَافِى الْبَحْرِوَالنَّهْرِقُلْتُ لَكِنْ إِذَاصَالَحَهُمْ عَلَى أَنَّ الْأَرْضَ لَهُمْ فَلَهُمُ الْإِحْدَاثُ إِلَّاإِذَاصَارَمِصْرًالِلْمُسْلِمِينَ بَعْدُفَإِنَّهُمْ يُمْنَعُونَ مِنَ الْإِحْدَاثِ بَعْدَذَلِكَ ثُمَّ لَوتَحَوَّلَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ ذَلِكَ الْمِصْرِإِلَّانَفَرًايَسِيرًافَلَهُمُ الْإِحْدَاثُ أَيْضًا فَلَورَجَعَ الْمُسْلِمُونَ إِلَيْهِ لَمْ يَهْدِمُوامَاأَحْدَثَ قَبْلَ عَوْدِهِمْ كَمَافِى شَرْحِ السِّيَرِالْكَبِيرِوَكَذَاقَوْلُهُ وَمَافُتِحَ عَنْوَةً فَهُوَكَذَلِكَ لَيْسَ عَلَى إِطْلَاقِهِ أَيْضًابَلْ هُوَفِيمَاقُسِمَ بَيْنَ الْغَانِمِينَ أَوْصَارَمِصْرًالِلْمُسْلِمِينَ فَقَدْصَرَّحَ فِى شَرْحِ السِّيَرِبِأَنَّهُ لَوْظَهَرَعَلَى أَرْضِهِمْ وَجَعَلَهُمْ ذِمَّةً لَايُمْنَعُونَ مِنْ إِحْدَاثِ كَنِيسَةٍ لِأَنَّ الْمَنْعَ مُخْتَصٌّ بِأَمْصَارِالْمُسْلِمِينَ الَّتِى تُقَامُ فِيهَاالْجُمَعُ وَالْحُدُودُفَلَوصَارَتْ مِصْرًالِلْمُسْلِمِينَ مُنِعُوامِنَ الْإِحْدَاثِ وَلَاتُتْرَكُ لَهُمُ الْكَنَائِسُ الْقَدِيمَةُ أَيْضًاكَمَالَوْقَسَّمَهَابَيْنَ الْغَانِمِينَ لَكِنْ لَاتُهْدَمُ بَلْ يَجْعَلُهَامَسَاكِنَ لَهُمْ لِأَنَّهَامَمْلُوكَةٌ لَهُمْ بِخِلَافِ مَاصَالَحَهُمْ عَلَيْهَاقَبْلَ ظُهُورِعَلَيْهِمْ فَإِنَّهُ يَتْرُكُ لَهُمُ الْقَدِيمَةَ وَيَمْنَعُهُمُ الْإِحْدَاثُ بَعْدَمَاصَارَتْ مِنْ أَمْصَارِالْمُسْلِمِينَ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شہروں کی تین اقسام ہیں۔۱۔ جسے مسلمان بنائیں جیسے کوفہ، بصرہ، بغداد اور واسط ایسے شہر میں بالاتفاق کلیسا (چرچ) نئے سرے بنانا جائز نہیں۔۲۔ جسے مسلمان بزور وقوت حاصل کریں اس کا حکم ماسبق والا ہے۔۳۔ وہ ہے جسے مسلمان صلح سے حاصل کریں (اب اس کی دو صورتیں ہیں) اگر صلح اس شرط پر ہوئی کہ وہاں کی زمین ان (یہودیوں) کے لئے ہے پھر تو نئے کلیسے بنانا جائز ہیں ورنہ نہیں۔ ہاں اگر صلح کے وقت نئے کلیسے بنانیں کی شرط لگائی گئی تو پھر جائز ہے (گوزمین ان کیلئے نہ ہو)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں علامہ محمد بن عبداللہ تمرتاشی کا قول ''ولا یجوز ان یحدثوا'' ''انہیں نیا کلیسا بنانا جائز نہیں'' یہ اس بات کے ساتھ مقید ہے کہ جب ان سے صلح اس پر نہ ہوئی کہ زمین ان کے لئے ہے یا نئے کنیسہ پر۔ لیکن ظاہر الروایت کے مطابق ان کے لئے استثنا نہیں ہے جیسا کہ بحر اور نہر میں ہے۔ (علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں) میں کہتا ہوں جب ان سے صلح اس بات پر ہوئی کہ وہاں کی زمین ان کے لئے ہے، پھر نئے کلیسہ کا ان کے لئے جواز ہے۔ ہاں اس کے بعد اگر شہر مسلمانوں کا ہو جائے تو مسلمان انہیں نئے کنیسوں کی تعمیرات سے منع کر سکتے ہیں، بعد ازاں اگر مسلمان اس شہر سے نفرِ یسیر کی صورت میں منتقل ہونا شروع ہو جائیں تو پھر وہ نئے (کنیسے) بنا سکتے ہیں (اس کے بعد پھر) اگر مسلمان اس شہر میں لوٹ آئیں تو ان کے آنے سے قبل جو انہوں نے (چرچ) تعمیر کر لئے مسلمان انہیں نہ گرائیں جیسا کہ شرح سیر الکبیر میں ہے اور اسی طرح ان کا قول ''**مافتح عنوة فهو كذلك**'' (جس شہر کو مسلمان غلبہ سے فتح کر لیں وہ بھی اسی طرح ہے) مطلقاً نہیں، بلکہ جب غانمین کے مابین (مفتوحہ علاقہ) بانٹ دیا جائے یا اس کو مسلمان شہر بنالیں۔ اور ''شرح السیر'' میں تصریح ہے کہ اگر یہویوں کی زمین پر مسلمانوں غلبہ حاصل کرلیں اور ان کو ''ذمی'' بنالیں تو انہیں نئے ''کلیسہ'' کی تعمیر سے نہ روکیں۔ کیونکہ منع امصار المسلمین سے مختص ہے اور امصار المسلمین وہ مقامات ہیں جہاں ''جمعہ (عیدین) اور حدود قائم کی جاتی ہوں۔ اور اگر وہ مسلمانوں کا ہو جائے تو نئے کلیسوں کی تعمیر سے انہیں روک دیں اور کنائس قدیمہ بھی انہیں نہ دیے جائیں جیسا کہ غانمین کے مابین اگر انہیں تقسیم کیا جائے، البتہ چرچوں کو منہدم نہ کیا جائے، بلکہ جن کے حصہ میں آئیں ان کی رہائش گاہیں بنائی جائیں۔ کیونکہ اب وہ غانمین کی ملکیت ہیں، بخلاف اس صورت کے کہ یہودیوں پر ظہور سے قبل ان سے صلح کر لی جائے کیونکہ اس صورت میں قدیمی گرجے انہیں دیے جائیں گے اور نئے کی تعمیر سے انہیں روک دیا جائے گا بشرطیکہ شہر (آبادی کے اعتبار سے) مسلمانوں کا ہو جائے۔

(فتاویٰ شامی: ۳/ ۲۹۷، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

☆**الكون بنيي على النظام فعليك بالترتيب في ملبسك وبيتك ومكتبك وواجبك.**☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دارالاسلام میں اقلیتوں کو نئے عبادت خانے بنانے سے منع کیا جائے۔

دارالاسلام میں مقیم اقلیتوں کو نئے چرچ (کلیسے، کنیسے) مندر، گردوارے اور بیعے بنانے سے حکومتی سطح پر منع کرنا چاہئے، اوران کے لئے اہل اقتدار کو''دفعات''وضع کرنی چاہییں۔کیونکہ جب مملکت اسلامیہ میں فرزندان اسلام کو انتظامیہ سے اجازت حاصل کئے بغیر نئی مساجد بنانا اور تعمیر کرنا منع ہے، تو جو ہمارے ذمی ہیں کیا وہ اس معاملہ میں آزاد ہیں؟ اگر ایسا ہے تو پھر معاذ اللہ! کیا اہل اقتدار نے مسلمانوں کو ذمیوں کا درجہ اور ذمیوں کو مسلمانوں کا منصب سپرد کر دیا ہے؟

علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

...وَاِنْ صَالَحَهُمْ عَلٰى أَنَّ الدَّارَلَنَاوَيُؤَدُّوْنَ الْجِزْيَةَ ،فَالْحُكْمُ فِي الْكَنَائِسِ عَلٰى مَايُوْقَعُ عَلَيْهِ الصُّلْحُ فَاِنْ صَالَحَهُمْ عَلٰى شَرْطِ تَمْكِيْنِ الْإِحْدَاثِ لَانَمْنَعُهُمْ وَالْأَوْلٰى أَنْ لَايُصَالِحَهُمْ عَلَيْهِ،وَاِنْ وَقَعَ الصُّلْحُ مُطْلَقًالَايَجُوْزُالْإِحْدَاثُ وَلَايَتَعَرَّضُ لِلْقَدِيْمَةِاه،وَالْحَاصِلُ أَنَّهُمْ يُمْنَعُوْنَ مِنَ الْإِحْدَاثِ مُطْلَقًاإِلَّاإِذَاوَقَعَ الصُّلْحُ عَلَى الْإِحْدَاثِ أَوْعَلٰى أَنَّ الْاَرْضَ لَهُمْ عَلٰى هٰذَاالْقَوْلِ وَلَااسْتِثْنَاءَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ .وَاَشَارَإِلٰى أَنَّهُمْ يُمْنَعُوْنَ مِنْ إِحْدَاثِ بَيْتِ النَّارِبِالْأَوْلٰى.وَالصَّوْمَعَةِ كَالْكَنِيْسَةِ لِأَنَّهَاتُبْنٰى ...

اگر ان سے (یعنی ذمی بننے والوں سے) صلح اس شرط پر ہوئی کہ دار ہمارے لئے ہوگا اور وہ جزیہ دیں گے تو کنیسوں سے متعلق حکم وہ ہوگا جو فاتح اور ذمیوں کے درمیان طے پایا، اگر ان سے اس بات پر صلح ہوئی کہ وہ نئے کنیسے بنا سکیں گے تو پھر ہم (مسلمان) انہیں اس سے منع نہیں کریں گے لیکن بہتر یہ ہے کہ نئے چرچ تعمیر کرنے کے اذن پر صلح نہیں کرنی چاہیے، اگر صلح میں نئے گرجے بنانے کا معاملہ زیر بحث نہ آیا تو نئے کلیسے بنانا جائز نہیں اور قدیمی سے بھی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انہیں نئے گرجے بنانے سے مطلقاً منع کیا جائے گا، بجز اس صورت کے ان سے صلح نئے بنانے پر ہوئی یا اس شرط پر ہوئی کہ زمین ان کے لئے ہے اور ظاہر الروایت میں کوئی استثناء نہیں اور اس بحث سے'' آتش کدہ'' کے مسئلہ کا بھی اشارۃً سمجھ آگیا! آتش پرستوں کو نئے آتش کدہ کے بنانے سے بطریق اولیٰ روکا جائے گا اور''صومعہ''مثل کنیسہ کے ہے۔کیونکہ وہ بھی نصاریٰ کی عبادت کے لئے بنایا جاتا ہے۔

(بحر الرائق؛ ۵/۱۹۰؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جہاں شعار اسلام اور شعار کفر کا مقابلہ ہو وہاں ذمیوں کے نئے عبادت خانے ممنوع ہیں۔

شہروں میں چونکہ اکثریتی اعتبار سے اسلامی شعار کا ظہور ہوتا ہے، مساجد، عیدگاہیں، جنازہ گاہیں اور اسلامی جامعات شہروں میں بکثرت ہوتی ہیں اس لئے وہاں پر شعار کفر کی اجازت دینا یعنی نئے چرچ، بیعہ، مندر اور گردوارے کی تعمیر کی اجازت دینا گویا کہ اسلامی شعار سے مقابلہ ہے اور جہاں بھی مقابلہ کی صورت پیدا ہو وہاں شعار کفر ممنوع ہیں۔

ہنوز گاؤں، گوٹھوں اور چکوک میں ایسی اسلامی شعار دیکھنے کو بکثرت ملتی ہیں جو نصف صدی قبل شہروں میں تھیں، اب وہ دیہاتوں میں بکثرت ہیں، دیکھیں دیہاتوں میں مساجد، مدارس اور دیگر شعار اسلام کا وجود کس قدر ہے؟ اس لئے ایسے مقامات پر ذمیوں کے نئے عبادت خانوں کا جواز نہیں بنتا۔ علامہ سرخسی رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے کہ ایسی دیہاتوں میں اجازت نہیں ہے۔ البتہ صاحب مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کوفہ کے دیہات کے متعلق جواز کی روایت ہے اور اس کے جواز کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہاں ذمیوں کی آبادی بہت زیادہ تھی (قرین قیاس ہے کوفہ کی دیہاتوں میں مسلمانوں کی کمی کے باعث وہاں پر شعار کفر کا شعار اسلام سے مقابلہ نہیں تھا)۔ البتہ اب دیہاتوں میں صورت دگرگوں ہے۔ لہذا عصر حاضر میں علامہ سرخسی رحمہ اللہ کے قول پر عمل کرنا چاہیے۔

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَهٰذَا فِي الْاَمْصَارِ دُوْنَ الْقُرىٰ لِاَنَّ الْاَمْصَارَ هِيَ الَّتِي تُقَامُ فِيْهَا الشَّعَائِرُ فَلَا تُعَارِضُ بِاِظْهَارِ مَا يُخَالِفُهَا وَقِيْلَ فِي دِيَارِنَا يُمْنَعُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ فِي الْقُرىٰ لِاَنَّ فِيْهَا بَعْضَ الشَّعَائِرِ وَالْمَرْوِيُّ عَنْ صَاحِبِ الْمَذْهَبِ فِي قُرىٰ الْكُوْفَةِ لِاَنَّ اَكْثَرَ اَهْلِهَا اَهْلُ الذِّمَّةِ

اور یہ حکم (یعنی اقلیتوں کے نئے عبادت خانے کے متعلق) شہروں پر ہوگا نہ کہ گاؤں کے بارے، کیونکہ شعار اسلام کا قیام شہروں میں کیا جاتا ہے لہذا ان کے مخالف کے اظہار سے معارضہ نہیں کیا جائے گا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہمارے علاقہ کے گاؤں (دیہات، چکوک، گوٹھ، چاہات، اڈے میں نئے چرچ بنانے سے) منع کیا جائے گا۔ کیونکہ (بعہد حاضر) ہمارے دیہاتوں میں بعض شعائر (اسلام پائے جاتے) ہیں۔ اور صاحب مذہب امام صاحب کی طرف سے "کوفہ" کے دیہات میں (نئے چرچ) کی روایت جواز کی ہے۔ کیونکہ وہاں بیشتر باشندے ذمی لوگ تھے۔

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بِخِلَافِ قُرَی الْمُسْلِمِیْنَ الْیَوْمَ ،وَلِذَا قَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّۃِ فِی شَرْحِہٖ فِی کِتَابِ الْإِجَارَاتِ: اَلْأَصَحُّ عِنْدِیْ أَنَّھُمْ یُمْنَعُوْنَ عَنْ ذٰلِکَ فِی السَّوَادِ وَاِنْ کَانَ ھُوَ فِی السیر الکبیر قَالَ اِنْ کَانَتْ قَرْیَۃٌ غَالِبُ أَھْلِھَا أَھْلُ الذِّمَّۃِ لَایُمْنَعُوْنَ وَأَمَّا الْقَرْیَۃُ الَّتِی سَکَنَھَا الْمُسْلِمُوْنَ اِخْتَلَفَ الْمَشَائِخُ فِیْھَا عَلٰی مَا ذَکَرْنَا. فَصَارَ اِطْلَاقُ مَنْعِ الْاِحْدَاثِ ھُوَ الْمُخْتَارُ فَصَدَقَ تَعْمِیْمُ الْقُدُوْرِی مَنْعُھَا فِی دَارِ الْاِسْلَامِ.

اب مسلمان کی آبادیوں میں (نئے چرچ کی تعمیر کا مسئلہ اس) کے خلاف ہے،اور اسی لئے امام شمس الائمہ رحمہ اللہ نے فرمایا؛ میرے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ ذمیوں کو دیہاتوں میں عبادت خانے بنانے سے روکنا چاہئے،اگرچہ سیر کبیر میں یہ ہے کہ گاؤں میں اہل ذمہ زیادہ ہوں تو انہیں نہیں روکنا چاہیے۔ اور بہر حال جس دیہات میں مسلمانوں کی کثرت ہو تو (وہاں ذمیوں کے نئے عبادت خانے سے متعلق) مشائخ کا مذکورہ اختلاف ہے۔موصوف لکھتے ہیں: مختار اور پسندیدہ یہی ہے کہ نئے چرچ تعمیر کرنا مطلقاً ممنوع ہیں اور امام قدوری کا قول اس بارے بالکل سچا ہے کہ ''ذمیوں کے عبادت خانے دارالاسلام میں تعمیر کرنا عمومی طور منع ہیں (مصر اور قریہ کی کوئی قید نہیں ہے۔ (فتح القدیر؛ ۵۶/۶،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

دارالاسلام میں موجودہ کنیسے گرانے کا معاملہ۔

ذمی جب تک عہد کو نہ توڑیں ان کے عبادت خانے گرانا یا ان سے چھیننا صحیح نہیں ہے ۔کیونکہ دارالاسلام میں موجودہ کنیسے فاتحین نے صلح کی صورت میں باوجود علم کے باقی رہنے دیے تھے۔

علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَعَلٰی ھٰذَا أَیْضًا فَالْکَنَائِسُ الْمَوْجُوْدَۃُ الْآنَ فِی دَارِ الْاِسْلَامِ غَیْرِ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ کُلُّھَا یَنْبَغِیْ أَنْ لَا تُھْدَمَ لِأَنَّھَا اِنْ کَانَتْ فِی الْأَمْصَارِ قَدِیْمَۃً فَلَا شَکَّ أَنَّ الصَّحَابَۃَ أَوِ التَّابِعِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ أَجْمَعِیْنَ حِیْنَ فَتَحُوا الْمَدِیْنَۃَ عَلِمُوا بِھَا وَبَقُّوْھَا وَبَعْدَ ذٰلِکَ یُنْظَرُ؛ فَاِنْ کَانَتِ الْبَلْدَۃُ فُتِحَتْ عَنْوَۃً حَکَمْنَا بِأَنَّھُمْ بَقُّوْھَا مَسَاکِنَ لَا مَعَابِدَ فَلَا تُھْدَمُ وَلٰکِنْ یُمْنَعُوْنَ مِنَ الْاِجْتِمَاعِ فِیْھَا لِلتَّقَرُّبِ وَاِنْ عُرِفَ أَنَّھَا فُتِحَتْ صُلْحًا حَکَمْنَا بِأَنَّھُمْ أَقَرُّوْھَا مَعَابِدَ فَلَا یُمْنَعُوْنَ مِنْ ذٰلِکَ فِیْھَا بَلْ مِنَ الْاِظْھَارِ وَانْظُرْ اِلٰی قَوْلِ الْکَرْخِیِّ اِذَا حَضَرَ لَھُمْ عِیْدٌ یُخْرِجُوْنَ فِیْہِ صُلْبَانَھُمْ وَغَیْرَ ذٰلِکَ فَلْیَصْنَعُوْا فِی کَنَائِسِھِمُ الْقَدِیْمَۃِ مِنْ ذٰلِکَ مَا أَحَبُّوْا، فَأَمَّا أَنْ یُخْرِجُوْا ذٰلِکَ مِنَ الْکَنَائِسِ حَتّٰی یَظْھَرَ فِی الْمِصْرِ فَلَیْسَ لَھُمْ ذٰلِکَ وَلٰکِنْ لِیَخْرُجُوْا خُفْیَۃً مِنْ کَنَائِسِھِمْ اھ .

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سوائے جزیرہ عرب کے دارالاسلام میں موجودہ تمام کنیسے لائق انہدام نہیں۔ کیونکہ اگر شہروں میں قدیمی تھے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ یا تابعین رضی اللہ عنھم اجمعین نے جب شہر فتح کیا تو انہوں نے باوجود علم کے انہیں باقی رکھا (منہدم نہ کیا) البتہ بعدازاں دیکھا جائے گا کہ انہوں نے اگر شہر غلبہ سے فتح کیا تو کنیسوں کے متعلق یہ حکم لگائیں گے کہ انہوں نے بطریق رہائش اور (ذاتی استعمال کے) کلیسوں کو باقی رکھا، نہ بطور عبادت خانہ کے، لہذا (ایسے پس منظر میں) گرایا نہیں جائے گا لیکن عبادت کے لئے اس میں انہیں جمع ہونے سے روکا جائے گا، اگر معروف یہ ہو کہ شہر صلح سے فتح کیا گیا تھا تو پھر ہم یہ حکم لگائیں گے کہ انہوں نے کلیسوں کو بطور عبادت خانہ کے باقی چھوڑا تھا، لہذا اقلیتوں کو ان میں اجتماع سے نہیں روکا جائے گا، بلکہ اظہار سے روکا جائے گا۔ مزید (اس باب سے متعلق) امام کرخی کا یہ قول زیر نظر لائیں "نصاری اپنی عید کے موقع پر "صلیب" یا جو کچھ انہیں اچھا لگے قدیمی کنیسوں میں نکالیں اور صلیب وغیرہ چرچ سے شہر کی طرف نکالنا انہیں روا نہیں، لیکن کنیسوں سے خفیہ نکال سکتے ہیں۔ (بحرالرائق؛ ۵/۱۹۱؛ مکتبہ رشیدہ کوئٹہ)

سرزمین عرب میں کنیسہ اور بیعہ مطلقاً ممنوع ہیں۔ عرب کے شہروں اور دیہاتوں نیز اقلیتوں کی اکثریتی آبادیوں میں یکساں طور یہود و نصاری اپنے عبادت خانے نہیں بنا سکتے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ "لَا يَجْتَمِعُ دِيْنَانِ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ" جزیرہ عرب میں دو دین جمع نہیں ہوں گے۔ (ہدایہ؛ ۲/۵۸۲، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ازخود منہدم ہونے والے چرچ؟

اگر فاتحین نے مفتوحہ جگہ کے ذمیوں سے اس شرط پر صلح کی تھی کہ قدیمی چرچوں سے متعلق تعرض نہیں کیا جائے گا اور نئے چرچ وہ نہیں بنائیں گے۔ تو کسی حادثہ کے پیش آنے سے یا قدامت سے منہدم ہونے والے عبادت خانے دوبارہ تعمیر کرنے سے اقلیتوں کو منع نہیں کیا جائے گا۔ گویا کہ فاتحین اس بات پر معنوی طور صلح کی تھی کہ گرنے والے کلیسوں کو دوبارہ تعمیر کرنے کا انہیں اذن ہے۔ کیونکہ قائم در و دیوار دائمی طور صحیح سلامت نہیں رہ سکتے، جب امام نے انہیں باقی رکھنے کی شرط پر صلح کی تھی تو دوبارہ تعمیر کرنے کا ایک نوع عہد تھا۔ البتہ اقلیتی اپنے عبادت خانوں کی ثانوی تعمیر میں توسیع کرسکتے ہیں، نہ وہاں سے عبادت خانے منتقل کرسکتے ہیں۔

علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قوله (وَيُعَادُ الْمُنْهَدِمُ) مُفِيْدٌ لِشَيْئَيْنِ: اَلْأَوَّلُ عَدَمُ التَّعَرُّضِ لِلْقَدِيْمَةِ لِأَنَّهُ قَدْ جَرَى التَّوَارُثُ مِنْ لَدُنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِنَا هٰذَا بِتَرْكِ الْبِيَعِ وَالْكَنَائِسِ فِي

☆ جدد حياتك ونوع اساليب معيشتك وغير من الروتين الذي تعيشه. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دَارِنَا. وَالْمُرَادُ بِالْقَدِيْمَةِ مَا كَانَتْ قَبْلَ فَتْحِ الْإِمَامِ بَلَدَهُمْ وَمُصَالَحَتُهُمْ عَلٰى اِقْرَارِهِمْ عَلٰى بَلَدِهِمْ وَأَرَاضِيْهِمْ وَلَايُشْتَرَطُ أَنْ تَكُوْنَ فِي زَمَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لَامَحَالَةَ كَذَا فِي الْبِنَايَةِ. وَفِي الْمُحِيْطِ: لَوْضَرَبُو النَّاقُوْسَ فِي جَوْفِ كَنَائِسِهِمْ لَايُمْنَعُوْنَ.

اَلثَّانِي جَوَازُ بِنَاءِ مَا انْهَدَمَ مِنَ الْقَدِيْمَةِ لِأَنَّ الْأَبْنِيَةَ لَاتَبْقٰى دَائِمًا وَلَمَّا أَقَرَّهُمُ الْإِمَامُ فَقَدْ عَهِدَ اِلَيْهِمُ الْإِعَادَةَ وَأَشَارَ اِلٰى أَنَّهُ لَاتَجُوْزُ الزِّيَادَةُ عَلَى الْبِنَاءِ الْأَوَّلِ كَمَا فِي الْخَانِيَّةِ وَاِلٰى أَنَّهُمْ لَايُمَكَّنُوْنَ مِنْ نَقْلِهَا لِأَنَّهُ اِحْدَاثٌ فِي الْحَقِيْقَةِ وَفِي فَتْحِ الْقَدِيْرِ: وَاعْلَمْ أَنَّ الْبِيَعَ وَالْكَنَائِسَ الْقَدِيْمَةَ فِي السَّوَادِ لَاتُهْدَمُ عَلَى الرِّوَايَاتِ كُلِّهَا، وَأَمَّا فِي الْأَمْصَارِ فَاخْتَلَفَ كَلَامُ مُحَمَّدٍ فَذَكَرَ فِي الْعُشْرِ وَالْخَرَاجِ تُهْدَمُ الْقَدِيْمَةُ وَذَكَرَ فِي الْاِجَارَةِ أَنَّهَا لَاتُهْدَمُ وَعَمَلُ النَّاسِ عَلٰى هٰذَا فَاِنَّا رَأَيْنَا كَثِيْرًا مِنْهَا تَوَلَّتْ عَلَيْهَا أَئِمَّةٌ وَأَزْمَانٌ وَهِيَ بَاقِيَةٌ لَمْ يَأْمُرْ اِمَامٌ بِهَدْمِهَا فَكَانَ مُتَوَارِثًا مِنْ عَهْدِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ. وَعَلٰى هٰذَا لَوْمَصَّرْنَا بَرِيَّةً فِيْهَا دَيْرٌ أَوْ كَنِيْسَةٌ فَوَقَعَ دَاخِلَ السُّوْرِ يَنْبَغِيْ أَنْ لَايُهْدَمَ لِأَنَّهُ كَانَ مُسْتَحِقًّا لِلْأَمَانِ قَبْلَ وَضْعِ السُّوْرِ فَيُحْمَلُ مَا فِي جَوْفِ الْقَاهِرَةِ مِنَ الْكَنَائِسِ عَلٰى ذٰلِكَ ....

ماتن کا قول ''ویعاد المنهدم'' (یعنی منہدم چرچ کو دوبارہ بنایا جائے گا) سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

پہلا فائدہ: پرانے گرجوں سے عدم تعرض، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر آج تک دارالاسلام میں یہود ونصاری کے عبادت خانوں کے ترک پر توارث قائم ہے۔ اور ''قدیمہ'' سے مراد یہ ہے ''امام کے شہر فتح کرنے اور ان سے اس بات پر صلح کرنے کہ وہ مفتوحہ شہر اور اپنی زمینوں میں رہیں گے اس سے پہلے جو کنیسے موجود ہوں، (قدیمی کنیسوں کے لئے) یہ شرط ہرگز نہیں وہ صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنھم کے زمانہ میں ہوں اور ''محیط'' میں ہے اگر وہ اپنے کنیسوں میں ناقوس بجائیں تو انہیں روکا نہیں جائے گا۔

دوسرا فائدہ:

قدیمی کنیسہ اگر منہدم ہو جائے تو اسے دوبارہ بنانے کا جواز ہے، کیونکہ عمارتیں ہمیشہ کے لئے باقی نہیں رہ سکتیں، جب امام نے انہیں باقی رکھنے کا اھل ذمہ سے عہد کیا تھا تو (گویا کہ) ان سے دوبارہ بنانے کا بھی عہد کیا تھا اور انہوں نے دو باتوں کی طرف اشارہ بھی کر دیا کہ ''بناء اول'' پر زیادتی جائز نہیں اور پہلی جگہ سے کسی اور مقام کی طرف کنیسہ کو منتقل نہیں کر سکتے کیونکہ منتقل کرنا حقیقت میں نیا بنانا ہے۔

فتح القدیر میں یہود ونصاری کے عبادت خانوں سے متعلق ایک ضابطہ بیان کیا گیا ہے ''جو بیعہ اور کنائس قدیمی دیہات میں ہوں جمیع روایات کے مطابق انہیں منہدم نہیں کیا جائے گا اور جو شہر میں ہوں

☆ اَلْحَجر المنبهات والاكثار منها كالشاهى والقهوة، واخذ التدخين والشيشة وغيرها. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کے بارے امام محمد رحمہ اللہ کے دوقول ہیں ''عشراورخراج'' کے باب میں انھدام کا قول ہے اور''اجارہ'' میں عدم انھدام کا اورلوگوں کاعمل بھی اسی (دوسرے قول پر) ہے ہم نے ایسے ڈھیروں شہر دیکھے ہیں جن پرایک عرصہ ائمہ کرام کوولایت اورسلطنت حاصل رہی مگرانہوں نے ان کے گرانے کاحکم نہ دیااورعبادت خانے عہدصحابہ کے تھے،علی ھذاالقیاس!مسلمان اگرغیرآباد جگہ میں شہر بنائیں (اوراس سے قبل دہاں) بت خانہ اورکنیسہ موجودہوں اورشہرپناہ میں وہ داخل ہوجائیں تولائق نہیں کہ انہیں منہدم کردیا جائے ۔کیونکہ وہ شہرپناہ کی وضع سے قبل مستحق امان ہیں اور''قاہرہ'' کے وسط میں موجودکنیسوں کوبھی اسی پرمحمول کیاجائے گا۔(بحرالرائق:۱۹۱/۵؛ مکتبہ رشیدہ کوئٹہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجرانیوں سے ایک معاہدہ ان کے کنیسے نہ گرانے کابھی کیا۔

عہدحاضرمیں عامۃ الناس میں پایاجانے والا یہ عمل کس حدتک قابل ترک ہے ۔کہ دارالکفر میں اسلام اورمسلمانوں کے خلاف پائے جانے والے کسی مکروہ عمل کے پس منظرمیں اپنے ذمیوں سے ہتک آمیز سلوک کرکے اپنے آپ کوعہدشکنوں کی صفوں میں استادہ کیاجائے ،پھرغیض وغضب سے جب ذمیوں کے چرچوں اورعبادت خانوں کوزمیں بوس کیاجاتا ہےتوکیاحاصل ہوتا ہے۔

۱۔ ہمارے اپنے قائم کردہ عدل وانصاف کے ادارے ایسے اقدام والوں پردہشت گردی کی دفعات لگاکرقیدوبندمیں ڈالنامناسب خیال کرتے ہیں۔

۲۔ ہم نے جن لوگوں کومنتخب کیاہوتا ہے وہ اس جرم کی پاداش میں معافی مانگتے ہیں اورامت مسلمہ کے خزانوں کانئے چرچ کی تعمیر کے لئے بےحساب وکتاب منہ کھول دیتے ہیں،

۳۔ دارالاسلام میں اقلیتوں کے عبادت خانے گرانا،دارالکفر میں امت مسلمہ کے ستائے ہوئے لوگوں کے لئے مرہم وپٹی کاکام نہیں دیتا۔

حالانکہ اس کے برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجرانی عیسائیوں سے جب صلح کی توان کے عبادت خانے سے متعلق یہ عہدفرمایاکہ جب تک تم ان شرائط کے پابندرہوگے تمھارے عبادت خانے منہدم نہیں کیے جائیں گے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

صَلَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلَ نَجْرَانَ عَلٰى اَلْفَىْ حُلَّةٍ،اَلنِّصْفُ فِىْ صَفَرٍوَالنِّصْفُ فِىْ رَجَبٍ يُؤَدُّوْنَهَااِلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَعَارِيَةَ ثَلَاثِيْنَ دِرْعًاوَثَلَاثِيْنَ فَرَسًاوَثَلَاثِيْنَ بَعِيْرًا وَثَلَاثِيْنَ مِنْ كُلِّ صِنْفٍ مِنْ اَصْنَافِ السِّلَاحِ يَغْزُوْنَ بِهَاوَالْمُسْلِمُوْنَ ضَامِنُوْنَ لَهَاحَتّٰى يَرُدُّوْهَاعَلَيْهِمْ اِنْ كَانَ بِالْيَمَنِ كَيْدٌ ذَاتُ غَدْرٍعَلٰى اَنْ لَاتُهْدَمَ لَهُمْ بَيْعَةٌ وَلَايُخْرَجَ لَهُمْ قَسٌّ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَلَايُفْتَنُوْا عَنْ دِيْنِهِمْ مَالَمْ يُحْدِثُوْا احَدَثًا أَوْيَاكُلُوْا الرِّبَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجرانیوں سے دو ہزار کپڑے کے جوڑے پر صلح کی، جو نصف صفر میں اور نصف رجب میں مسلمانوں کو ادا کریں گے اور تیس زرہیں، تیس گھوڑے، تیس اونٹ اور ہر قسم کے اسلحہ میں سے تیس ہتھیار جو جنگ میں کام آتے ہیں عاریۃً دیں گے اور مسلمان اس کا ذمہ لیتے ہیں کہ ان کے استعمال کے بعد ان کو واپس کردیں گے اور یہ عاریۃً دینا اس وقت ہوگا جب یمن والوں سے کوئی دھوکہ کرے یا عہد توڑے مسلمانوں سے اس شرط پر کہ ان کا کوئی گرجا گرایا نہ جائے اور نہ ان کے دین میں مداخلت ہوگی اور یہ اس قوت تک ہوگا جب تک وہ کوئی نئی بات نہ نکالیں یا سودخوری نہ کریں۔

(سنن أبي داؤد؛ رقم الحدیث؛ ۳۰۴۱، دار المعرفۃ بیروت لبنان)

وثیقہ جاتِ فاتحین بسلسلہ کلیسہا۔

اسلامی فتوحات میں بیسوں ایسی روایات موجود ہیں کہ اولی العزم فاتحین نے اس امر پر تحریری کی صورت میں صلح کی کہ اہل ذمہ کے کلیسے، بیعے، چرچ، آتش کدے بدّ اور مندر منہدم نہیں کیے جائیں گے، نئے کنیسے نہ بنانے کا معاہدہ بھی ان سے کیا۔ باوجود قوت وغلبہ کے کلیسہ ء یوحنا نصاری سے زبردستی حاصل نہ کیا بلکہ مسجد دمشق میں توسیع کی ضرورت کے وقت ان سے مال وزر کے عوض اور صلح سے لینا کا تقاضا کیا اور انہوں نے ہر دور میں اپنے عبادت خانے کو مال پر ترجیح دی، البتہ ایک والی نے ان سے کلیسہ ء یوحنا زور سے حاصل کرلیا، اس کے بعد آنے والے حاکم سے نصاری نے جب کلیساء یوحنا کی واپسی کا مطالبہ کیا تو وہ واپس دینے پر راضی ہوگئے، مگر ایک مرد فقیہی نے اپنی فقاہت کے بل بوتے پر نصاری کو کلیساء یوحنا کے عوض اور پندرہ کلیسے لینے پر راضی کرلیا اور ان کا یہ فیصلہ والی سمیت سب کو اچھا لگا۔ چنانچہ فاتحین کے ذمیوں سے طے ہونے والے وثیقہ جات، صلح نامے اور معاہدے ذیل میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں:

(۱) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دمشق والوں سے بایں الفاظ صلح کی:

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا ما أعطى خالد بن وليد أهل دمشق اذا دخلها أعطاهم أماناً على أنفسهم وأموالهم وكنائسهم وسور مدينتهم لايهدم ولايسكن شيء من دورهم لهم بذلك عهد الله وذمة رسوله صلى الله عليه وسلم والخلفاء والمؤمنين لايعرض لهم الا بخير اذا أعطوا الجزية

یہ وہ تحریر ہے جو خالد بن ولید دمشق والوں کو اس وقت دی جب وہ اس میں داخل ہوئے اور انہوں نے ان کی جانوں، مالوں، کلیسوں اور ان کے شہر کی فصیل کو امان دی۔ ان کے گھروں میں سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کوئی گھر رہائش کے لئے نہیں لیا جائے گا،ان کے لئے (اس پر) اللہ تعالی کا عہد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،خلفاء اور مؤمنین کا ذمہ ہے،اگروہ جزیہ دیں گے توان سے خیروبھلائی کی جائے گی۔ (فتوح البلدان:۱۸۶،نفیس اکیڈمی کراچی)

(۲) حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ نے ''رقہ'' والوں کومندرجہ کلمات پر مشتمل صلح نامہ عطا فرمایا:

بسم الله الرحمن الرحيم:

هذا ما أعطى عياض بن غنم أهل الرقة يوم دخلها أعطاهم أمانا لأنفسهم وأموالهم وكنائسهم لاتخرب ولاتسكن اذا أعطوا الجزية التي عليهم ولم يحدثوا مغيلة وعلى ان لايحدثوا كنيسة ولا بيعة ولايظهروا ناقوسا ولا باعوثا ولا صليبا "شهد الله وكفى بالله شهيدا" وختام عياض بخاتمه

یہ وہ تحریر ہے جو عیاض بن غنم نے ''رقہ'' والوں کو اس وقت دی جب وہ اس میں داخل ہوئے اور انہوں نے ان کی جانوں، مالوں، کلیسوں کو امان دی۔کلیسے ویران کئے جائیں گے، نہ ان میں رہائش رکھی جائے گی، اس شرط پر کہ وہ طے شدہ جزیہ دیتے رہیں اور کوئی سازش نہ کریں، اور اس پر (ان سے صلح ہوئی اور انہیں امان دی کہ) وہ نیا چرچ اور بیعہ نہیں بنائیں گے، ناقوس نہیں بجائیں گے، باعوث (نصاریٰ کی عید جو سال بعد اتوار کو مناتے ہیں) نہیں منائیں گے اور صلیب بھی نہیں نکالیں گے۔اللہ تعالی گواہ ہے اور اس کی گواہی کافی ہے۔(صلح نامہ کے آخر پر عیاض بن غنم نے) اپنی مہر لگائی۔(فتوح البلدان:۲۵۸،نفیس اکیڈمی کراچی)

(۳) عیاض بن غنم نے جب 'الرہا' فتح کیا تو وہاں کے باشندوں سے آپ نے درج ذیل کلمات پر صلح کی:

فصالحوه على أن لهم هيكلهم وماحوله وعلى أن لايحدثوا كنيسة الاما كان لهم وعلى معونة المسلمين على عدوهم فان تركوا اشياء مما شرط عليهم فلاذمة لهم ودخل أهل الجزيرة فيما دخل فيه أهل الرها

ان سے اس پر صلح کی کہ ان کا ''ہیکل'' اور جو کچھ اس کے آس پاس ہے ان کے پاس رہے گا، موجودہ کنیسوں کے علاوہ نیا کنیسہ نہیں بنائیں گے، مسلمانوں کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد کریں گے۔اگر وہ مذکورہ شرائط میں سے کوئی شرط چھوڑیں گے تو ان کے لئے کوئی ذمہ نہیں ہوگا، پھر اہل جزیرہ نے بھی ویسی شرائط قبول کرلی (فتوح البلدان:۲۵۶،نفیس اکیڈمی کراچی)

(۴) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اہل مصر کو جو امان دی اس کے صیغہائے امان کنیسوں اور صلیبوں کو تحفظ فراہم کرنے میں کس قدر قابل تقلید تھے:

☆تذكر ان ربك واسع المغفرة يقبل التوبة ويعفو عن عباده ويبدل السيئات حسنات.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بسم الله الرحمن الرحیم :

هذاماأعطى عمروبن العاص أهل مصرمن الامان على أنفسهم وملتهم وأموالهم وكنائسهم وصلبهم وبرهم وبحرهم لايدخل عليهم شيء من ذلك ولاينتقص ولايساكنهم النوبة

یہ وہ امان ہے جوحضرت عمروبن العاص رضی اللہ عنہ نے اہل مصرکوان کے نفوس،اموال،کنیسوں،صلیبوں،مذہب اور بحروبر کے متعلق دی ہے،ان میں نہ کچھ اضافہ ہوگااور نہ کمی ہوگی اورنہ النوبہ ان کے ساتھ مل کررہ سکے گااوراہل مصرپرلازم ہوگا کہ جب وہ اس صلح پراتفاق کرلیں تووہ جزیہ اداکریں جوان کی گنجائش کے مطابق ، زیادہ سے زیادہ پچاس کروڑ ہوگااوران پران کی حفاظت کی ذمہ داری ہوگی اوراگران میں سے کوئی شخص یہ بات نہ مانے توان کے اندازے کے مطابق ان سے ٹیکس اٹھادیا جائے گااور جوشخص انکارکرے گا ہم اس کے عہدے سے بری ہوں گے اوراگران کی گنجائش ٹیکس کی رعایت سے کم رہی تواس کے اندازے کے مطابق ٹیکس انہیں معاف کردیا جائے گا

(البدایہ والنہایہ؛ ۷/۱۳۵،نفیس اکیڈمی کراچی)

(۵) حذیفہ بن یمان جب ''نہاوند'' سے ''آزربیجان'' کے مستقرحکومت ''اردبیل'' آئے تو ''مرزبان'' سے شدید جنگ کی ،پھرمندرجہ کلمات پرصلح کرلی:

صالح حذيفه عن جميع أهل أزربيجان على ثمان منة الف درهم وزن ثمانية على أن لايقتل منهم احدولايسبيه ولايهدم بيت نارولايعرض ولاكرادالبلاسجان وسيلان وساترودان ولايمنع اهل الشيزخاصة من الزفن في أعيادهم واظهارماكانوايظهرون

پھرحذیفہ نے تمامی آزربائیجان والوں سے آٹھ(اوقیہ وزن کے) آٹھ لاکھ درہم پراس شرط پرصلح کرلی ''ان میں کسی کوقتل کیا جائے گانہ سبی بنایا جائے گااورنہ ''آتش کدہ'' منہدم کیا جائے گا۔ بلاسجان،سیلان،ساترودان کے کردوں کے مقابلہ میں انہیں غیرمحفوظ نہ چھوڑا جائے گااورخاطور ''شیز'' والوں کوان کی عیدوں میں زفن(رقص) سے اوراس موقعہ پرجواعمال وہ کرتے ہیں ان سے انہیں نہیں روکا جائے گا۔ (فتوح البلدان؛ ۴۸۰،نفیس اکیڈمی کراچی)

(۶) محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے جب ''الور'' والوں سے صلح کی تواس میں یہ شرط بھی مذکورتھی کہ ''بد'' سے تعرض نہیں کیا جائیگااورآپ نے ''بد'' کی امان کوکنیسہ اورآتش کدہ پرقیاس کیا۔البلاذری لکھتے ہیں:

وانتهى محمدالى الرور،وهي من مدائن السندوهي على جبل وحصروهم أشهرافـفتحهاصلحاعلى أن لايقتلهم ولايعرض لبدهم وقال ماالبدالاككنائس النصارى واليهودوبيوت نيران المجوس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محمد بن قاسم جب ''الرور'' (الور) پہنچے اورالرور سندھ کے بڑے شہروں میں سے تھا اور پہاڑ پر تھا آپ نے کئی ماہ ان لوگوں کو محصور رکھا (بلآخر) اس شرط پر صلح ہوئی کہ وہاں کے لوگوں کو قتل نہیں کیا جائے گا اور ''بد'' سے تعرض نہیں کیا جائے گا اور کہا کہ ''بد'' ویسا ہی ہے جیسے یہود ونصاری کے ''کنیسے'' اور مجوسیوں کے ''آتش کدے'' (ایضاً، ۶۲۳، نفیس اکیڈمی کراچی)

کلیساء یوحنا پندرہ کنیسوں کے عوض حاصل کر کے مسجد دمشق میں شامل کیا گیا۔

جب معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ والی ہوئے توانہوں نے ارادہ کیا کہ کنیسہ ءیوحنا مسجد دمشق میں شامل کرلیں مگر نصاری نے اس کے دینے سے انکار کیا اور وہ اس سے باز رہے پھر عبدالملک بن مراوان نے اپنے زمانہ میں مسجد میں اضافہ کرنے کے لئے ان سے کنیسہ مانگا اور اس کے معاوضہ میں انہیں مال دینا چاہا لیکن انہوں نے قبول نہ کیا اور اس کے دینے سے انکار کردیا پھر ولید بن عبدالملک نے اپنے زمانہ میں انہیں جمع کیا اور ان کے سامنے بہت کثیر دولت اس غرض سے پیش کی کہ وہ کنیسہ اس کے حوالہ کردیں مگر وہ راضی نہ ہوئے اور انہوں نے اس کے دینے سے صاف انکار کردیا۔اس نے کہا اگر تم نہیں دوگے تو میں اس کو مسمار کردونگا اس پر ان میں سے کسی نے کہا ''اے امیرالمؤمنین کنیسہ منہدم کرنے والا پاگل ہوجائے گا اور اس پر آفت آئیگی'' اس بات نے ان کو آگ لگادی اس نے کدال منگائی اور اپنے ہاتھوں سے اس کی دیوار کا کچھ حصہ منہدم کردیا،اس وقت اس کے جسم پر زرور یشم کی قباتھی اس کے بعداس نے مزدور اور معمار جمع کیئے اور انہوں نے اس کو منہدم کر کے مسجد میں داخل کردیا۔

فلما استخلف عمربن عبدالعزیز شکاالنصاری الیه مافعل الولیدبهم فی کنیستهم فکتب الی عامله یأمره بردمازاده فی المسجدعلیهم،فکره اهل دمشق ذلک وقالویهدم مساجدنابعدان أذنافیه وصلینافیه ویردبیعة؟وفیهم یومئذ سلیمان بن حبیب المحاربی وغیره من الفقهاء وأاقبلواعلی النصاری فسئلهم ان یعطواجمیع کنائس الغوطه التی أخذت عنوة وصارت فی أیدالمسلمین علی أن یصفحوکنیسة یوحناویمسکواعن المطالبة بهافرضوابذلک وأعجبهم فکتب به الی عمرفسره وأمضاه

پھر جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو نصاری نے ان سے اس سلوک کی شکایت کی جوالولید نے ان کے کنیسہ کے ساتھ کیا تھا اس پر انہوں نے اپنے عامل کو یہ حکم لکھا کہ ''مسجد میں جواضافہ کیا گیا ہے وہ نصاری کو واپس دے دیا جائے اہل دمشق نے اس کو برا سمجھا اور کہا۔کیا ہم اپنی مسجد ڈھادیں؟ حالانکہ ہم اس میں اذان دے چکے ہیں اور نماز پڑھ چکے ہیں اور کیا ''بیعہ'' واپس کیا جائے؟ اُن

☆الا تعلم ان فی الناس من فقد عقله 'او صحته' اوهو محبوس او مشلول اومبتلی . ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دنوں مسلمانوں میں فقہاء میں سے سلیمان بن حبیب المحاربی موجود تھے وہ نصاری کے پاس گئے اوران سے کہا تمہیں وہ تمام کنیسے واپس دے دئے جائیں گے جوالغوط کے عنوۃ فتح کئے ہوئے علاقہ میں ہیں اوراس وقت مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں بشرطیکہ تم کنیسہ یوحنا سے دست بردار ہوجاؤ اوراس کا مطالبہ نہ کرو نصاری نے اس کو پسند کیااوروہ سب اس پر راضی ہوگے پھرعمر بن عبدالعزیز کواس کے متعلق لکھا گیاانہیں اس سے بہت مسرت ہوئی اوراس کے نفاذ کا حکم دے دیا۔(فتوح البلدان:۱۹۱،نفیس اکیڈمی کراچی)

مصر میں کنیسے منہدم کرنے کے بعد دوبارہ تعمیر کی اجازت دے دی گئی تھی۔

علامہ حافظ ابوالفدا عمادالدین ابن کثیر دمشقی ''۳۹۸ھ'' کے واقعات کے تحت لکھتے ہیں:

بیت المقدس میں نصاری کے ایک ''گرجا'' کا نام ''قمامہ'' تھا الحاکم نے اس کے ڈھادینے اوراس میں جو کچھ مال وسامان تھا سب کا سب عوام کے لئے مباح کرکے لوٹ لینے کی اجازت دے دی،اس کی وجہ یہ تھی کہ نصاری اپنے کنیسوں میں آگ سے نجات پانے کے سلسلہ میں یوم نجات اور یوم عید منا کر پوری خوشی مناتے اس آگ کے متعلق ان کے جاہل عوام یہ گمان رکھتے تھے کہ یہ آگ آسمان سے برستی ہے،حالانکہ وہ انہیں کی بنائی،ہوئی،برسائی ہوئی اور مصنوعی تھی جوریشم کے دھاگوں اور پرانے پھٹے کپڑوں میں گندھک اوربلسان کے درخت کے تیل وغیرہ سے ملاکر خاص طریقہ سے وہاں کے کمینہ لوگوں اورعوام رواج کے مطابق تیار کرتے تھے اورآج تک اسے اسی جگہ پراسی استعمال بھی کرتے ہیں۔

وكذلك هدم في هذه السنة عدة كنائس ببلادمصر...من تعليق الصلبان على صدورهم وأن يكون الصليب من خشب زنته أربعة أرطال وعلى اليهودتعليق رأس العجل زنته ستة أرطال وفي الحمام يكون في عنق الواحدمنهم قربة زنة خمسة أرطال بأجراس وأن لايركبوا خيلاثم بعدهذاكله أمرباعادة بناء الكنائس التي هدمها.وأذن لمن أسلم منهم في الارتدادالى دينه وقال ننزه مساجدناأن يدخلهامن لانية له ولايعرف باطنه.قبحه الله.

اوراسی طرح اس سال مصر کے شہروں کے گرجے منہدم کردئے گئے اورنصاری میں یہ عام اعلان کردیا گیا کہ جوشخص اسلام قبول کرنا چاہتاہووہ قبول کرلے اورجواسلام قبول نہ کرنا چاہتاہواسے اس بات کی مکمل اجازت ہے کہ اطمینان کے ساتھ یہاں سے نکل کرملک روم چلاجائے۔اس کے باوجوداگرکوئی اپنے دین پررہتے ہوئے یہاں رہنا چاہتاہے اسے چاہیے کہ حاکم کے نئے احکام کو بجالائے جوشہری علاقوں میں رہنے والوں کے لئے نافذ کئے گئے ہیں اوروہ یہ ہیں کہ وہ لوگ اپنے سینوں پر چار رطل وزن کی لکڑی کی ''صلیب'' لٹکاکے رکھیں اوریہودی اپنے سینوں پر چھ رطل وزن کا بچھڑے کا سرلٹکاکے رکھیں،حمام میں ہرفرد کی گردن میں پانچ رطل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وزن کی مشک گھنگرو سمیت ہو اور ان میں سے کوئی بھی گھوڑے پر سوار نہ ہو اور آخر میں یہ حکم دیا گیا 'منہدم چرچ بھی بنا سکتے ہیں' اور ان میں سے جو اسلام لے آیا ہے اسے پھر اپنے مذہب میں جانے کی اجازت ہے۔ وجہ یہ بتائی کہ میں اپنی مساجد کو ایسے لوگوں سے پاک کرنا چاہتا ہوں جنکی نیت (ٹھیک) نہیں اور نہ ان کے باطن کا حال معلوم ہے۔ ''اللہ تعالی ایسے لوگوں کا انجام برا کرے۔''

(البدایہ والنہایہ: ۱۱/۵۸۳، نفیس اکیڈمی کراچی)

اُسوہ ءِ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں سلطان نے ''قمامہ'' چرچ منہدم نہ کیا۔

علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر دمشقی ''۵۸۳ھ'' کے واقعات کے تحت لکھتے ہیں:

صخرہ معظّمہ کے اردگرد سے سلطان نے بری چیزوں، تصاویر اور صلیبوں کو ہٹا دیا، اسے مردار ہونے کے بعد پاک کیا اور مستور ہونے کے بعد ظاہر کیا، فقیہ عیسٰی الھکاری کو حکم دیا کہ وہ اس کے اردگرد آہنی کھڑکیاں بنائے اور اس کے لئے تنخواہ دار امام مقرر کیا اور اس کے لئے اچھی رسد جاری کی اور اسی طرح اقصیٰ کے امام کا حال تھا اور اس نے شافعیہ کے لئے ایک مدرسہ تعمیر کیا جسے ''الصلاحیہ'' کہا جاتا ہے اور الناصریہ بھی بتایا جاتا ہے اور اس کی جگہ ایک گرجا تھا، جو حضرت مریم کی والدہ ''حنہ'' کی قبر پر تھا اور اس نے صوفیاء کے لئے ایک خانقاہ وقف کی جو ''الترک'' کی تھی اور قمامہ کے پہلو میں تھی اور اس نے فقہا اور فقراء کی تنخواہیں مقرر کیں۔ مسجد اقصیٰ، صخرہ کی اطراف میں ختم اور ربعات مہیا کئے تاکہ مقیم اور زائرین بھی پڑھیں۔ بنوایوب نے جو کچھ وہ بیت المقدس میں کرتے تھے اور دیگر اچھے کام کرتے تھے ہر ایک کے پاس بطور مقابلہ رغبت کی۔

وھدم السلطان علی ھدم القمامة وأن یجعلھا دکالتنحسم مادة النصاری من بیت المقدس فقیل له انھم لایترکون الحج الی ھذه البقعة ولو کانت قاعاصفصفاوقدفتح ھذه البلدقبلک أمیر المؤمنین عمر بن خطاب وترک ھذه الکنیسة بأیدیھم ولک فی ذلک أسوة فأعرض عنھاوترکھاعلی حالتھاتأسیابعمر رضی الله عنه

اور سلطان نے ''قمامہ'' کو گرانے کا ارادہ کیا، نیز یہ کہ وہ اسے ہموار کردے تاکہ بیت المقدس سے نصاری کا مادہ قطع ہو جائے، اسے بتایا گیا کہ وہ اس قطعہ زمین تک حج کرنا نہیں چھوڑیں گے خواہ یہ چٹیل میدان ہو جائے اور آپ سے پہلے امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب نے اس شہر کو فتح کیا تھا اور اس گرجا کو ان کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا تھا اور آپ کے لئے اس میں نمونہ ہے تو اس نے اس بات سے اعراض کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں اسے اسی حالت پر چھوڑ دیا اور اس نے اس میں صرف چار عیسائی رہنے دئے جو اس کی خدمت کرتے تھے۔ (البدایہ والنہایہ: ۱۲/ ۴۱۸، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی)

☆توکل علی الله وفوض الامر الیه وارض بحکمه والجاالیه واعتمد علیه فھو حسبک وکافیک ☆

© rasailojaraid.com